کی تشریح کی ہے۔ دوسرے مآخذ اور مراجع سے انھیں ڈھونڈھ نکالا ہے اور ان کے حوالہ جات درج کیے ہیں۔ لہٰذا تفصیلی مطالعہ کے لیے بھی یہ کتاب معاون و مددگار ہے۔

کتاب کا طباعتی معیار لبنان کے روایتی معیار کے عین مطابق ہے امید ہے یہ کتاب علمی حلقوں میں مقبول ہوگی، اور طلبہ علوم شرعیہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

آخر میں مسلمانوں کے ایک قدیم علم سے متعلق ایک جدید کتاب کا ذکر کیا جارہا ہے۔

الردود والتعقبات علی ماوقع للامام النووی فی شرح مسلم من التاویل فی الصفات

تصنیف : ابوعبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان۔

ناشر : دارالہجرہ۔ مدینہ منورہ

خدائے تعالیٰ پر ایمان اکثر آسمانی مذاہب میں مشترک عقیدہ رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کے بارے میں سب کا عقیدہ ایک طرح کا ہے۔ کیونکہ خدا کی صفات کے تعلق سے ان مذاہب کا موقف ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اسلام نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں جس قدر واضح موقف اختیار کیا ہے، کسی دوسرے مذہب میں اس کا وجود نہیں ہے، اسے اسلام کا امتیاز بھی کہا جاسکتا ہے۔ اسلام نے صرف اللہ کی وحدانیت ہی پر ایمان کی تعلیم نہیں دی ہے بلکہ ان صفات الٰہیہ پر بھی عقل وشعور کے ساتھ ایمان لانے کی تاکید کی ہے جن کی تفصیلات قرآن وحدیث میں پھیلی ہوئی ہیں۔

خیر القرون میں جب تک عجمی افکار وخیالات کی یلغار شروع نہیں ہوئی تھی، مسلمانوں نے تصنع اور تکلف سے پاک آسان اور صاف شفاف اسلام کو دلوں سے لگائے رکھا۔ لیکن جب یونانی فلسفہ اور غیر اسلامی افکار کا مسلم معاشرہ میں چلن شروع ہوا اور مسلم دانشوران سے متاثر ہونے لگے تو جہاں اسلام کے بہت سے گوشوں پر اس کی ضرب پڑی وہیں اسلامی عقیدہ بھی ان کی زد میں آگیا اور اس کا صاف شفاف منظر گردآلود ہوگیا۔ اس

کی شکل وصورت مسخ ہوکر رہ گئی ۔معتزلہ ،جہمیہ جیسے باطل فرقے اس عقیدہ کی بگڑی ہوئی شکل کے علمبردار بن گئے ۔چونکہ حکومت وقت میں ان کی دست رس بہت دور تک تھی لہٰذا ان غلط افکار وخیالات کا خوب چرچا ہونے لگا ۔اس وقت تک مسلمانوں کا مزاج بال کی کھال نکالنے کا نہیں ہوا تھا ۔لہٰذا مسلم علماء ودانشوروں نے قرآن وسنت میں موجود اسلامی عقیدہ کو بغیر کسی تاویل وتوجیہ کے من وعن قبول کیا لیکن جب عجمی افکار کا فتنہ زیادہ بڑھا تو ائمہ ومحدثین نے قرآن واحادیث سے عقیدہ اسلامی کی تفصیلات یکجا کرنی شروع کیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ذیل میں جو روایات سند کے ساتھ ملتیں ان کو مرتب کیا اس کے نتیجہ میں عقیدہ طحاویہ امام ابن بطہ کی الابانۃ ،امام ابن خزیمہ کی الاسماء والصفات ،امام ابن مندہ کی کتاب الایمان جیسی قیمتی کتابیں وجود میں آئیں ۔

لیکن یونانی فلسفہ سے متاثر ذہنوں کو نقل کے بجائے عقل کا چسکا لگا تھا۔ اس وقت ایک ایسے عبقری کی ضرورت تھی جو انہی کے استدلالی طریقوں کو اپنا کر اُن کے ہتھیار کُند کرے ۔

اس وقت عقیدہ اسلامی کے دفاع کے لیے امام ابوالحسن اشعری میدان میں آئے چونکہ آپ کا تعلق بھی ابتدا میں یونانیت زدہ فلسفیوں اور عقل پرستوں سے تھا ۔لہٰذا جب آپ نے اصلاحی تحریک کا آغاز کیا تو باطل کو زیر کرنے کے لیے انہی وسائل کو اپنایا جنھیں ان کے مخالف اپنائے ہوئے تھے ۔اس کے نتیجہ میں انھیں مخالفین پر وقتی غلبہ تو حاصل ہوگیا لیکن سابقہ تربیت کے بعض مضر اثرات سے ان کی فکر آزاد نہ ہوسکی ۔اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کی فکر کو امت میں بڑا زبردست اعتماد حاصل ہوا۔ اسے معیار قرار دے کر اس کا دفاع کیا جانے لگا اور ایک وہ وقت بھی آیا کہ آپ کے تفردات اور مسائل شاذہ ہی کو اہل سنت وجماعت کا شعار قرار دیا گیا تو علماء کے ایک طبقہ نے ہر طرح کے تعصب وتحزب سے بالا ہوکر صحیح اور صاف وشفاف اسلامی عقیدے کی نشر واشاعت اور عقائد باطلہ کی تردید کا زبردست فرض انجام دیا ۔ان علماء میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور

ان کے شاگرد رشید امام ابن القیم الجوزیہ کی شخصیتیں نمایاں حیثیت کی مالک ہیں۔ کتاب پر یہی فکر چھائی ہوئی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں مصنف نے عقیدہ سے متعلق ان مسائل کی نشاندھی کی ہے جن میں امام نووی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح صحیح مسلم میں بہت سی جگہوں پر اسلاف سے ہٹ کر مسلک اختیار کیا ہے۔

مصنف کا لب ولہجہ مؤدبانہ اور شائستہ ہے۔ کتاب کے شروع ہی میں ایک مستقل باب میں جو صفحہ ۱۱ سے شروع ہوتا ہے امام نووی کی طرف سے صفائی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) بہت سی لغزشیں امام نووی کی طرف اس لیے منسوب ہوں گی کہ آپ نے امام مازریؒ اور قاضی عیاضؒ کے مسلک کو نقل کرکے خاموشی اختیار کی ہے۔ (۲) امام نوویؒ کا شمار اسماء وصفات کے علماء محققین میں نہیں ہوتا بلکہ آپ کی اصل حیثیت ایک فقیہ کی ہے (۳) امام نووی اس لیے ان افکار سے متاثر ہوئے کہ آپ کا دور اشعری مکتب فکر کی اشاعت کا قریبی دور تھا۔

صفحہ ۳۰ پر مصنف نے امام نوویؒ اور آپ جیسے دوسرے ائمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

"اشاعرہ میں بہت سے ایسے علماء ہوئے ہیں جنھوں نے شریعت کی عظیم خدمت کی ہے۔ جیسے دو حفاظ حدیث امام ابوبکر بیہقی اور امام ابوالقاسم ابن عساکر اور امام عز بن عبدالسلام و دیگر اشعری علماء و فضلاء۔ ہم انھیں ان کے اچھے کاموں سے یاد رکھیں گے اور جو تھوڑی بہت بدعات ان سے سرزد ہوئی ہیں ان کی طرف اشارہ بھی کریں گے۔ کیوں کہ حق کی راہ میں جذباتِ محبت کو آڑے نہیں آنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فقہ، تفسیر وحدیث وغیرہ علوم میں ان علماء نے جو خدمات انجام دی ہیں عقیدہ سے متعلق ان کے بعض نئے خیالات کی وجہ سے ان سے استفادہ نہ کیا جائے احتیاط کے ساتھ ان سے استفادہ ہم ضرور کریں گے۔

ہمارے اسلاف اور ائمہ حدیث نے تو بہت سے بدعتیوں سے بھی احادیث اور روایتیں نقل کی ہیں، کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ یہ راوی اپنی بدعات کے باوجود روایت حدیث میں سچے ہیں۔

ہم ان علماء کو کافر گمراہ اور فاسق قرار دینے سے پرہیز کریں گے۔ کیونکہ اسلاف کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ ان علماء سے اس معاملہ میں جو لغزشیں ہوئی ہیں وقت ضرورت ان کے تذکرہ اور تردید پر اکتفا کریں گے۔

ہمارا یہ رویہ ہر اس عالم کے ساتھ ہونا چاہئے جس پر بدعات اور ہوس کا غلبہ نہ ہوا ہو۔ اور ان کے بارے میں ہمیں معلوم ہو کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی آرزو رکھتے ہیں اور کتاب وسنت میں حق کی جستجو کرتے ہیں یہ اور بات ہے کہ کسی شبہ کی وجہ سے کسی معاملہ میں غلطی کر بیٹھیں۔ (العقیدۃ السلفیہ فی کلام رب البریہ ۴۳۱)

کتاب کو ان ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) مقدمہ (۲) پہلا باب (۱) ظاہری مفہوم کو اپنانے بغیر تاویل کرنے کا حکم۔

(۲) قواعد وکلیات میں امام نوویؒ کا تعاقب۔

(۳) دوسرا باب: صفات الٰہیہ میں تاویل کا ابطال۔

(۴) تیسرا باب: اہم مسائل میں امام نوویؒ کا تعاقب۔

(۵) چوتھا باب: امام نوویؒ کا لوگوں کو بدعات سے روکنا اور امر بالمعروف ونہی المنکر کا فریضہ انجام دینا۔

فہرست سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مصنف کے ہاتھ سے انصاف کا دامن چھوٹنے نہیں پایا ہے اور امام نوویؒ کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو بھی خوب اجاگر کیا ہے۔

مصنف نے کتاب کا اختتام امام ابو العباس احمد بن فرح الاشبیلیؒ کے اس جملہ پر کیا ہے۔ "شیخ محی الدین نوویؒ نے تین مراتب پائے، ان میں سے ہر ایک مرتبہ ایسا ہے کہ وہ کسی شخص میں پایا جائے تو دنیا بھر سے لوگ اپنے اونٹوں کے بازوان کی طرف سفر کے لیے کسیں۔

پہلا مرتبہ: علم دین اور اس کے لوازمات کو پورا کرنا۔
دوسرا مرتبہ: دنیا اور اس کی تمام انواع واقسام سے زہد اختیار کرنا۔
تیسرا مرتبہ: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا۔
بحیثیت مجموعی کتاب علمی تنقید کا ایک بہترین نمونہ ہے۔